AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

قرآن وسنت کی روشنی میں صبر وتوکل کا تصور: انفرادی واجتماعی زندگی پر اثرات کا تحقیقی مطالعہ

THE CONCEPT OF PATIENCE AND RELIANCE ON ALLAH IN THE LIGHT OF THE QUR'AN AND SUNNAH: AN ANALYTICAL STUDY OF THEIR EFFECTS ON INDIVIDUAL AND COLLECTIVE LIFE

1. **Dr. Inayat ur Rahman.**
   Visiting Faculty, *Department of Islamic Thought and Civilization*
   ,University of Management & Technology
   inayatbary@gmail.com
2. **Dr. Sadeeq Ahmad**
   HOD, Academia Facilitation Department CEF Islamabad
   sadeeqji@gmail.com
3. **Dr. Iftikhar Ahmad**
   Alumni University of Malakand, PhD in Islamic Studies

Abstract

This research paper, titled "The Concept of Patience and Reliance on Allah in the Light of the Qur'an and Sunnah: An Analytical Study of Their Effects on Individual and Collective Life," explores the Islamic understanding of Sabr (patience) and Tawakkul (reliance on Allah) in the light of Qur'anic teachings, Prophetic traditions, and the views of classical Muslim scholars. In the contemporary world, individuals are increasingly confronted with psychological stress, economic instability, social conflicts, and spiritual uncertainty. In such circumstances, Islamic ethical teachings—particularly patience and reliance on Allah—provide significant guidance for personal stability and social well-being.

This study examines the literal and terminological meanings of patience, its Qur'anic dimensions, its significance during trials, and its spiritual and moral outcomes. Similarly, it analyzes the true concept of Tawakkul by explaining the relationship between adopting practical means and maintaining complete trust in Allah. The study argues that patience is not merely the endurance of hardship; rather, it represents steadfastness in obedience to Allah. Likewise, Tawakkul does not signify abandoning worldly means, but rather entrusting outcomes to Allah after making sincere efforts.

The study concludes that both patience and reliance on Allah strengthen resilience, moderation, and spiritual contentment in individual life, while promoting social harmony, tolerance, and constructive attitudes at the collective level.

Keywords: Patience (Sabr)-Reliance on Allah (Tawakkul)-Qur'an and Sunnah-Individual and Collective Life-Islamic Ethics

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ صبر اور توکل کے اسلامی تصور کو قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ اور اقوالِ ائمہ ومفسرین کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ موجودہ دور میں انسان نفسیاتی دباؤ، معاشی عدم استحکام، سماجی کشمکش اور روحانی اضطراب جیسے مسائل سے دوچار ہے، جن کے حل کے لیے اسلامی اخلاقی تعلیمات بالخصوص صبر اور توکل غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں۔ اس تحقیق میں صبر کے لغوی واصطلاحی مفاہیم، اس کے قرآنی تناظر، آزمائشوں میں اس کی ضرورت اور اس کے روحانی واخلاقی ثمرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اسی طرح توکل کے حقیقی مفہوم، اسباب کے اختیار اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کے باہمی تعلق کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

حقیقت سامنے آتی ہے کہ صبر محض مصیبت برداشت کرنے کا نام نہیں بلکہ اطاعتِ الٰہی پر ثابت قدم رہنے کی صفت ہے، جبکہ توکل ترکِ اسباب نہیں بلکہ تدبیر کے بعد نتائج کو اللہ کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ صبر اور توکل فرد کی شخصیت میں استقامت، اعتدال اور روحانی اطمینان پیدا کرتے ہیں، جبکہ اجتماعی سطح پر یہ صفات معاشرتی ہم آہنگی، برداشت اور مثبت طرزِ فکر کو فروغ دیتی ہیں۔

مبحث اول: صبر و توکل کا معنی و مفہوم

صبر کا لغوی واصطلاحی مفہوم:

لسان العرب میں صبر کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں۔

لفظ صبر کا مادہ لسان العرب میں مادہ ص۔ب۔ر ہے۔ صَبَرَ " حبَسَ نَفْسَهُ عما حُرِّم عليه، أو عمّا لا يَليق "صبر کا مطلب ہے اپنے نفس کو اس چیز سے روکنا جو اس پر حرام کی گئی ہو یا جو اس کے شایانِ شان نہ ہو"۔ 1

صاحب القاموس المحیط میں صبر کے لغوی معنی یوں بیان کیے گئے ہیں۔

" الصَّبْرُ: الحَبْسُ والكَفُّ صبر کا مطلب ہے روکنا اور باز رکھنا" 2

امام راغب اصفہانی نے لفظ "صبر " کے لغوی معنی یوں تحریر کیے ہیں۔

صبر نفس کو بے صبری اور گھبراہٹ سے روکنے کا نام ہے، اور یہ نفس کے ثبات اور اس کی قوت کا نام ہے جو سختی کو برداشت کرنے میں مدد دیتی ہے۔ 3

مرتضی زبیدی نے صبر کے معنی یوں بیان کیے ہیں۔

صبر کا مطلب ہے "درد اور تکلیف کے باوجود شکایت سے خود کو روکنا" 4

صبر کا اصطلاحی مفہوم:

" صبر وہ داخلی کیفیت ہے جس کے تحت انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے نفس کو خواہشات، شکایات، اور ناپسندیدہ حالات میں بے قراری اور ناگواری سے روکے، اللہ کی اطاعت پر ثابت قدم رہے، اور مصیبت پر جزع فزع نہ کرے"۔

امام غزالی نے صبر کی اصطلاحی تعریف یوں تحریر کی ہے:۔

" صبر وہ حالت ہے جس میں انسان مصیبت میں گھبراہٹ نہ کرے، زبان سے شکوہ نہ کرے، اور دل میں اللہ سے ناراضی نہ ہو" 5

صبر سے مراد ایسی اخلاقی اور روحانی کیفیت ہے جس میں انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مصیبت پر جزع وفزع (بے صبری اور گھبراہٹ) سے باز رہتا ہے۔

توکل کا معنی و مفہوم:

---

1 ۔ ابوالفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن منظور الافريقى المصرى،لسان العرب ،دار الكتب العلمية، بيروت،جلد۴ ،ص ۲۴۸

2 ۔ مجدد الدين محمد بن يعقوب الفيروزبادى، القاموس المحيط ، دار الفكر، بيروت، لبنان،جلد ۴،ص ۹۵

3 ۔ ابوالقاسم حسين بن محمد الراغب الاصفهانى،مفردات القرآن ،دار القلم، دمشق،جلد ۳،ص ۱۵۷

4 ۔ محمد مرتضىٰ الزبيدى،تاج العروس من جواهر القاموس،دار الهدايه، قاهره،جلد ۴،ص ۱۳۳

5 ۔ امام غزالى ،احياء علوم الدين ،جلد: 4، كتاب الصبر والشكر)،ص ۸۴

توکل کا مادہ ہے: و-ک-ل (وَکَلَ) جس کا بنیادی مفہوم ہے: کسی دوسرے پر بھروسا کرنا، سپرد کر دینا، اعتماد کرنا۔

ابن منظور نے لسان العرب میں توکل کے یوں معنی تحریر کیے ہیں:۔

التوکُّل: إظهارُ العَجْزِ والاعتمادُ على غيرِ النفس6

"توکل کا مطلب ہے اپنی بے بسی ظاہر کرتے ہوئے کسی دوسرے پر مکمل بھروسا کرنا"۔

فیروز الغات میں توکل کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں:۔

"بھروسہ، اعتماد، سپردگی، کسی کے بھروسے پر کام کرنا"۔7

نور اللغات میں توکل کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں:۔

"کسی دوسرے پر بھروسا کرنا، خصوصاً اللہ پر اعتماد اور اپنی حاجت اسی کے حوالے کر دینا"8

مولانا وحید الزماں توکل کے حوالہ سے یوں رقمطراز ہیں کہ:۔

"بھروسہ کرنا، اعتماد کرنا"(اسم)

کَلا ،وَکَلاءَ ،وَکلاءۃً حفاظت کرنا(فعل)

کَلا اللّٰہُ ،فُلاناًکلاءً   اللہ کی کسی کی حفاظت کرنا9

توکل کا اصطلاحی مفہوم:

توکل سے مراد بھروسہ ہے یعنی اللہ تعالی پر مکمل اعتماد اور بھروسا کرتے ہوئے اسباب اختیار کرنا اور نتائج کو اللہ کے سپرد کر دینا۔ یعنی انسان ظاہری اسباب اختیار کرے، لیکن دل میں اعتماد صرف اللہ تعالیٰ پر رکھے، اور ہر خیر و شر، نفع و نقصان کو اسی کی مشیّت کا نتیجہ سمجھے۔10

توکل اس باطنی کیفیت کا نام ہے جس میں بندہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد، دل سے مکمل اعتماد، بھروسا اور یقین صرف اللہ تعالیٰ پر رکھتا ہے، اور ہر حال میں اسی کی رضا پر راضی رہتا ہے۔11

امام غزالی اس کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:۔

"توکل دراصل علم، کیفیت، عمل تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے۔

یعنی بندہ جب اس بات کو جان لے کہ فاعل حقیقی صرف الہ تعالی کی ذات ہے تمام مخلوق، موت، زندگی، تنگدست، مالداری ہر شے کو وہ اکیلا ہی پیدا کرنے والا ہے۔ بندوں کے کام سنوارنے پر سے مکمل علم و قدرت ہے، اس کا لطف و کرم تمام بندوں پر اجتماعی اعتبار سے اور ہر بندے پر انفرادی اعتبار سے بھی ہے اس کی قدرت سے بڑھ کر

---

[6] ۔ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری،لسان العرب ،دار الکتب العلمیة، بیروت،جلد ۲،ص ۲۲۳

[7] ۔ مولوی فیروز الدین ، فیروز اللغات،ناشر فیروز سنز لمیٹڈ لاہور،ص ۱۱۲

[8] ۔ مولوی نور الحسن نائیؒ،نور اللغات ، قدیمی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور :۲۰۰۱ء،ص ۹۷

9۔ وحید الزمان ،القاموس الجدید عربی اردو لغت ، ، ناشر ادارہ اسلامیات لاہور،مارچ 1990ءص151

[10] ۔ ابن القیم، مدارج السالکین، دار الکتاب العربي، بیروت ،ج۲ ،ص ۱۱۸

[11] ۔ شوانہ عبد العزیز ، استقامت(راہ دین پر ثابت قدمی) ناشر توحید پبلی کیشنز بنگلور:۲۰۱۱ء ،ص ۴۳

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

کوئی قدرت نہیں اس علم کے نتیجے میں بندے پر ایسی کیفیت طاری ہو گی کہ وہ ایک اللہ پر ہی بھروسہ کرے گا، کسی دوسرے کی جانب متوجہ نہیں ہو گا اس علم ویقین سے پیدا ہونے والی کیفیت اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والے بھروسے کی مجموعی کیفیت کا نام توکل ہے۔" 12

مولانا شفیع عثمانی صاحب اس کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:۔

"توکل انسان کی اعلیٰ صفات میں سے ہے مگر توکل کا معنٰی یہ نہیں کہ تمام اسباب ظاہری سے قطع تعلق کر کے اللہ پر اعتماد کیا جائے بلکہ توکل یہ ہے کہ تمام اسباب ظاہری کو اپنی قدرت کے مطابق جمع کرے اور انہیں اختیار کرے اور پھر نتائج اللہ تعالیٰ پر چھوڑے۔

مبحث دوم: صبر و توکل کی قرآن حکیم کی روشنی میں اہمیت

اسلام میں صبر کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے اور قرآن مقدس کی رو سے صبر کا ایک بہت ہی وسیع عنوان قرآن میں موجود ہے اللہ تعالیٰ قدم قدم پر اپنے حبیب ﷺ کو اور ان کی وساطت سے امت مسلمہ کو صبر کی تلقین فرماتا ہے۔ ذیل میں اس عنوان کی وضاحت واہمیت کے لیے چند ایک آیات مبارکہ پیش کی جارہی ہیں۔

آزمائش پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاطر صبر کرنے کا حکم ہے اور پھر اس پر بندے کو جو فضیلت عطا کی جاتی ہے اس کا اعلان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ 13

"اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے (مجھ سے) مدد چاہا کرو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ (ہوتا) ہے"

مزید ارشاد فرمایا کہ مشکل اگر امتحان بن کر آجائے تو یہ مشیت الٰیہ ہوتی ہے اور بندے کے لیے ایک آزمائش وامتحان کی سورت ہوتی ہے تاکہ مالک دیکھے کہ میرا بندہ کیا کرتا ہے لہذا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ 14

"اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے، اور (اے حبیب!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیں"

اور پھر انعام کے طور پر جو ان مشکلات میں صبر کرے گا اسے اس کا اجر عطا کیا جائے گا۔ جو انسان اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف اس قدر مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرام اس کی عظیم مثال ہیں۔ سب سے زیادہ آزمائشیں خصوصاً دین کے معاملے میں انبیاء کرام پر آئیں لیکن انہوں نے صبر و استقامت اور توکل علی اللہ کی عظیم مثالیں قائم کیں۔ 15

صبر کی ازمائش کو جو بندہ کامیابی سے پورا کرلیتا ہے تو پھر انعام کیا ملتا ہے ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ 16

"اور جو لوگ اپنے رب کی رضاجوئی کے لیے صبر کرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ (دونوں طرح) خرچ کرتے ہیں اور نیکی کے ذریعہ برائی کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت کا (حسین) گھر ہے"۔

صبر کرنا اہل ایمان کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بتائی گئی قران پاک میں ارشاد ہے:

12۔ غزالی، محمد بن محمد ،امام ، احیاء العلوم، مترجم ، ناشر مکتبہ مدینہ کراچی ، ج4، ص 369

[13] ۔ البقرۃ ، ۲ :۱۵۳

[14] ۔ البقرۃ، ۲ : ۱۵۵

[15] ۔ محمد بن صالح المنجد ،مشکلات میں اللہ کی مددکا عظیم سبب صبر جمیل ،ناشر مکتبہ رحمانیہ ص ۳۴

[16] ۔ الرعد ، ۱۳ :۲۲

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِين الصَّلَاةِ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[17]

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے(تو)ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو مصیبتیں انہیں پہنچتی ہیں ان پر صبر کرتے ہیں اور نماز قائم رکھنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"

صابرین کے لیے ایک بہت ہی اچھے اجر کا وعدہ قران مقدس میں کیا گیا ہے ارشاد فرمایا:

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ[18]

"یہ عمل صالح کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے(یہ وہ لوگ ہیں) جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر ہی توکّل کرتے رہے"

صبر کرنا بہت ہی ہمت و حوصلہ کا کام ہے جو کہ ہر کسی کے بس میں نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ[19]

"اور یقینا جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے تو بے شک یہ بلند ہمت کاموں میں سے ہے"

اسی طرح قرآن پاک میں صبر کرنے والوں کو کامیاب لوگوں میں شمار کیا گیا ہے ارشاد ہے:

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ[20]

"سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور (تبلیغِ حق کے نتیجے میں پیش آمدہ مصائب و آلام میں) باہم صبر کی تاکید کرتے رہے"

مبحث دوم: توکل کی اہمیت قرآن حکیم کی روشنی میں:

ذیل میں آیات قرآنی سے توکل کا مفہوم اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

قُلْ حَسْبِيَ اللهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ[21]

"فرما دیجئے: مجھے اللہ کافی ہے، اسی پر توکل کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔"

اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کرنا اللہ تعالی کو بے حد پسند ہے۔ جب کوئی آدمی اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ کی مدد و نصرت کا وہ مستحق ٹھہرتا ہے۔ یقین اور شکر کے ساتھ نیکیوں میں مشغول رہا کر تکلیف میں صبر کرنے پر بڑی نیکیاں ملتی ہیں۔ مدد صبر کے ساتھ ہے اور غم ورنج کے ساتھ ہی فراخی ہے ہر سختی اپنے اندر آسانی کو لیے ہوئے ہے۔ تو کہہ دیجیے کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے، بھروسہ کرنے والے اسی کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔[22]

جیسا کہ حضرت ہود نے اپنی قوم کو جواب دیا تھا:

---

[17] ۔ الحج، ۲۲: ۳۵

[18] ۔ العنکبوت ۲۹: ۵۸،۵۹

[19] ۔ الشوری، ۴۲: ۴۳

[20] ۔ العصر، ۱۰۳: ۳

[21] ۔ الزمر ۳۹: ۳۸

[22] ۔ فضیلته الشیخ مسند القحطانی، استقامت فضائل اور درپیش مشکلات، تالیف مرکز الدعوۃ ڈیرہ غازی خان: ۲۰۱۵ء، ص ۳۸

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَاؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ23

"میں نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا رب ہے، کوئی بھی زمین پر ایسا چلنے والا نہیں کہ جس کی چوٹی اس نے نہ پکڑ رکھی ہو، بے شک میرا رب سیدھے راستے پر ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو شخص سب سے زیادہ قوی بننا چاہیے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔ اور جو شخص سب سے زیادہ غنی بننا چاہے اسے چاہیے کہ وہ اس چیز پر جو سب سے زیادہ اللہ کے ہاتھ میں اور جو شخص سب سے زیادہ بزرگ بننا چاہے تو وہ اللہ سے ڈرے"۔24

معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع اس آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

"حضرت ہود علیہ السلام کی قوم نے ان کی دعوت کا جواب وہی اپنی جاہلانہ روش سے یہ دیا کہ آپ نے ہمیں کوئی معجزہ تو دکھایا نہیں اس کے جواب میں حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی پیغمبرانہ جرات کے ساتھ فرمایا کہ اگر تم میری بات نہیں مانتے تو سن لو کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں، کہ میں اللہ کے سوا تمہارے سب معبودوں سے بے زار ہوں اب تم اور تمہارے سب بت مل کر میرے خلاف جو داؤ کر سکتے ہو تو کر لو اور میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو بگاڑ لو اور مجھے ذرا مہلت بھی نہ دو، اور فرمایا میں اتنی بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں نے اللہ پر توکل و بھروسہ کیا ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، اور زمین پر جتنے بھی چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اسی نے پکڑ رکھی ہے۔"25

اسی ضمن میں سورہ یونس کی ایک آیت مقدسہ میں ذکر ہے:

وَقَالَ مُوْسٰى یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَفَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَاۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ26

"اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم فرمانبردار ہو۔ تب وہ بولے ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، اے رب ہمارے! ہم پر اس ظالم قوم کا زور نہ آزما۔"

اسی آیت کے ضمن میں صاحب ضیاء القرآن لکھتے ہیں:

"جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو شروع میں چند لوگ حضرت موسیٰ پر ایمان لائے وہ بھی فرعون اور دیگر آقاؤں سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں ظاہر ہونے پر ان کو تکلیف نہ دی جائے، موسیٰ علیہ السلام نے جب ان کو خائف دیکھا تو ان سے فرمایا اے میری قوم اگر تم سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اس پر توکل کرو اگر تم اس کی اطاعت کرنے والے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا۔"27

اسی طرح سورہ یونس میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے:

یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ28

"اے قوم! اگر تمہیں میرا تم لوگوں میں رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں"

23۔ الھود، ۱۱:۵۶

24۔ ابن کثیر ،فی تفسیر ابن کثیر ،تحت آیہ زمر ۳۸،ج۴ ،ص ۴۶۸

25۔محمد شفیع ،مفتی، معارف القرآن ،ج۴ ،ص ۶۴۲

26۔ الیونس ، ۱۰: ۸۴،۸۵

27۔ پیر کرم شاہ الازہری ،تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۳ ،ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ،ص ۶۹

28۔ یونس ، ۱۰، ۷۱

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

قرآن مقدس میں تقریباً بیس مقامات پر اہل ایمان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور توکل کو مختلف چیزوں کے مقابلے میں اختیار کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۗوَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ29

”جب تم میں سے دو جماعتوں نے قصد کیا کہ نامردی (فرار اختیار) کریں اور (جبکہ) اللہ ان کا مددگار تھا، اور چاہیے کہ اللہ ہی پر مسلمان بھروسہ کریں۔“

اسی طرح قرآن پاک میں ایک اور مقام پر توکل کو اہل ایمان کی صفات میں شامل کیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ30

”ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔“

اس آیت کے تحت امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

”سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منافقوں کے دل میں نہ فریضے کی ادائیگی کے وقت ذکر اللہ ہوتا ہے نہ کسی اور وقت پر۔ نہ ان کے دلوں میں ایمان کا نور ہوتا ہے نہ اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے۔ نہ تنہائی میں نمازی رہتے ہیں نہ اپنے مال کی زکوۃ دیتے ہیں، ایسے لوگ ایمان سے خالی ہوتے ہیں، لیکن ایماندار ان کے برعکس ہوتے ہیں۔ ان کے دل یاد خالق سے کپکپاتے رہتے ہیں فرائض ادا کرتے ہیں آیات الٰہی سن کر ایمان چمک اٹھتے ہیں تصدیق میں بڑھ جاتے ہیں رب کے سوا کسی پر بھروسہ نہیں کرتے اللہ کی یاد سے تھرتھراتے رہتے ہیں اللہ کا ڈر ان میں سمایا ہوا ہوتا ہے اسی وجہ سے نہ تو حکم کا خلاف کرتے ہیں نہ منع کئے ہوئے کام کو کرتے ہیں۔“31

توکل کے حصول کے لیے تقویٰ کا ہونا بھی لازم ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭوَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ32

”اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں پھر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

ایمان والوں کو تقویٰ کے بعد توکل کا حکم اس بات کا ثبوت ہے کہ کہ توکل کے لیے انسان کو گناہوں سے اجتناب لازم ہے اور ایک گنہگار آدمی توکل کا وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا جو عبد مومن کے لیے موعود ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ33

”اور اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم ایمان دار ہو۔“

29۔ آل عمران ۳: ۱۲۲

30۔الانفال ۸، ۲:

31۔ ابن کثیر ،تحت آیۃ انفال ۲ ،ج۲،ص۸

32۔ المائدہ ۵، ۱۱:

33۔المائدہ۵، ۲۳:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

حصولِ توکل کے لیے مصائب پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا از حد ضروری ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕوَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕوَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ34

"اور ہم کیوں اللہ پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اسی نے ہمیں (سیدھے) راستوں کی راہ نمائی کی ہے، اور ہم ضرور صبر کریں گے اس ایذا پر جو تم ہمیں دیتے ہو، اور توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

مبحث سوم: صبر و توکل کی احادیث و سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں اہمیت

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیاتِ طیبہ صبر و توکّل کا عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف صبر اور توکل کی تعلیم دی بلکہ اپنی پوری زندگی میں اس کا عملی مظاہرہ بھی فرمایا۔ ذیل میں صبر و توکّل کی تعلیمات، اہمیت اور عملی طریقہ کو سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ذات سراپا صبر و توکل تھی۔ آپ ﷺ نے مکہ کی سختیوں، طائف کی اذیتوں، شعبِ ابی طالب کی بھوک، ہجرت کی قربانی، اور غزوات کے امتحانات میں صبر کا ایسا بلند معیار قائم کیا جو رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے توکّل کی وہ اعلیٰ مثالیں پیش کیں کہ دل یقین سے بھر جاتا ہے۔35

قرآن مقدس کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی صبر و توکل کو اہمیت خاص حاصل ہے اور زندگی کے ہر لمحے صبر کا دامن تھامے رکھنے کا حکم و ترغیب کی جا رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا صبر:

صبر کی سب سے اعلیٰ مثال ذات مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جن کو قدم قدم پر دشمنوں کی تکالیف کا سامنا تھا مگر صبر و استقامت اس قدر تھا کہ دشمن خود حیران و ششدر تھے ذیل مین ایک مثال آپ ﷺ کے صبر کی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُوْلُ: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ36

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گویا اب بھی میں (چشمِ تصور سے) حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ایک نبی کا ذکر فرما رہے ہیں جن کی قوم نے ان کو مارا اور لہولہان کر دیا تو وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے رب! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ جانتے نہیں ہیں (کہ میں کون ہوں)"

رسول اللہ سے صبر کی ترغیب:

نبی کریم ﷺ ہر گام صحابی کرام کو صبر کی تلقین فرماتے ذیل میں ایک روایت اسی حوالے سے ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه إِنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوْهُ، فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: مَا يَكُوْنُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ37

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انصار کے کچھ افراد نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں مال عطا فرمایا۔ پھر سوال کیا تو آپ ﷺ نے پھر عطا فرما دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس مال ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے میں تم سے بچا کر اسے جمع نہیں

34۔ ابراہیم، ۱۴: ۱۲

35 ۔ عبدالرحمن کیلانی ، محمد رسول اللہ صبروثبات کے پیکر عظیم ،ناشر مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور ،ص ۹۳

36 ۔ محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری، کتاب استتابة المرتدّين، باب: إذا عرّض الذّمّي وغيره بسبّ النّبيّ ، ج۶،ص۵۳۹، رقم الحديث ۶۵۳۰

37 ۔۔ محمد بن اسماعیل،صحیح بخاری، کتاب الزكاة، باب: الاستعفاف عن المسألة، جلد۲ ص ۵۳۴،رقم الحديث ۱۴۰۱

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

کرتا اور جو سوال کرنے سے بچے تو اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو مستغنی رہے اللہ تعالیٰ اس کو مستغنی کر دے گا۔ جو صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دے گا اور تم میں سے جس کو مال دیا جاتا ہے وہ صبر سے بہتر اور وسعت والا نہیں ہے۔

ایسی ضمن میں ایک اور روایت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے:

قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ:خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيْهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ لَمْ تَكُونَا فِيْهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا مَنْ نَظَرَ فِي دِيْنِهِ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدَى بِهِ وَمَنْ نَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ دُوْنَهُ فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا فَضَّلَهُ بِهِ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللهُ شَاكِرًا صَابِرًا وَمَنْ نَظَرَ فِي دِيْنِهِ إِلَى مَنْ هُوَ دُوْنَهُ وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَأَسِفَ عَلَى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا[38]

"حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو باتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ پائی جائیں اللہ تعالیٰ اسے شاکر و صابر لکھتا ہے اور جس میں یہ دونوں خصلتیں نہ ہوں اسے اللہ تعالیٰ صابر و شاکر نہیں لکھے گا۔ (وہ دو خصلتیں یہ ہیں:) جو شخص دینی معاملات میں اپنے سے اوپر والے کی طرف دیکھے اور اس کی پیروی کرے اور دنیاوی امور میں اپنے سے نیچے والے کی طرف دیکھے اور اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا کرے کہ اسے اس پر فضیلت دی اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو صابر و شاکر لکھتا ہے۔ اور جو آدمی دینی امور میں اپنے سے نیچے والے کی طرف اور دنیاوی امور میں اپنے سے اوپر والے کی طرف دیکھے اور اس پر افسوس کرے جو اسے نہیں ملا تو اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر نہیں لکھتا"

3۔ صبر کا امتحان اللہ کی طرف سے ہوتا ہے:

اس ضمن میں رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

عَنْ سَعْدٍ رضی الله عنه قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ : اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسْبِ دِيْنِهِ، فَإِنْ كَانَ دِيْنُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِيْنِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسْبِ دِيْنِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيْئَةٌ[39]

"حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کی، پھر درجہ بدرجہ مقربین کی۔ آدمی کی آزمائش اس کے دینی مقام کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر دین میں مضبوط ہو تو سخت آزمائش ہوتی ہے۔ اگر دین میں کمزور ہو تو حسبِ دین آزمائش کی جاتی ہے۔ بندے کے ساتھ یہ آزمائشیں ہمیشہ رہتی ہیں حتیٰ کہ (مصائب پر صبر کی وجہ سے) وہ زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا"

معلوم یہ ہوا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ سخت آزمائے جانے والے انبیاء کرام علیہم السلام ہوتے ہیں پھر جو ان سے قریب ہوتے ہیں پھر جو ان سے قریب ہوتے ہیں پھر جو ان سے قریب ہوتے ہیں۔"

4۔ صبر کرنے والوں کے لیے جنت میں خاص گھر:

عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ : إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي، فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ، فَيَقُوْلُ : قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ، فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ : مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ : حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُوْلُ اللهُ : ابْنُوْا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ[40]

---

[38] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسی، جامع ترمذی ، کتاب : صفة القيامة والرقائق والورع، ج ۴ ،ص ۶۶۵، رقم الحدیث ۲۵۱۲

[39] ۔ القزوینی، ابو عبد الله محمد بن یزید ،ابن ماجه ،سنن ابن ماجه ، کتاب : الفتن، باب : الصبر على البلاء، ۲ دار احیاء الکتب العربیه، ،رقم الحدیث ۴۰۲۳

[40] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسی، جامع ترمذی کتاب : الجنائز، باب : فضل المصيبة إذا احتسب، ج۳ ،ص۳۴۱، رقم الحدیث ۱۰۲۱

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کسی آدمی کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے : تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا ثمر قبض کیا؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندہ نے اس پر کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری تعریف کی اور إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنا دو اور اس کا نام بَيْتُ الْحَمْد (تعریف والا گھر) رکھو"۔

اسی حوالہ سے حضرت جابر سے ایک اور روایت مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُوْدَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيْضِ[41]

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے روز جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو آرام و سکون والے تمنا کریں گے کاش دنیا میں ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹے جاتے"۔

بڑی آزمائش پر بڑا اجر ہو گا:

عَنْ أَنَسٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ، عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ[42]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے (اس کے گناہوں کی) جلد ہی دنیا میں سزا دے دیتا ہے اور اگر کسی بندے سے برائی کا ارادہ کرتا ہے تو گناہ کے سبب اس کا بدلہ روک رکھتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اسے پورا بدلہ دے گا۔ اسی سند سے حضور نبی اکرم ﷺ سے مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بڑا ثواب بڑی مصیبت کے ساتھ ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزماتا ہے۔ پس جو اس پر راضی ہو اس کے لئے (اللہ تعالیٰ کی) رضا ہے اور جو ناراض ہو اس کے لئے ناراضگی ہے"۔

صبر گناہوں سے بخشش کا سبب ہے:

جو لوگ مشکلات انے پر صبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے متلاشی رہتے ہیں تو انہیں صبر کے سبب گناہوں سے بلکل پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ[43]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومن مرد اور عورت کو جان، مال اور اولاد میں مسلسل آزمایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا"

توکل کی احادیث مبارکہ ﷺ کی روشنی میں اہمیت:

---

[41] ۔ السجستانی ،ابو داؤد سلیمان ابن اشعت ، سنن ابو داؤد ، کتاب : الزھد، المصباح اردو بازار لاہور ، مترجم ، مولانا منظور احمد ،رقم الحدیث ۱۲۴۷

[42] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسی، ، جامع ترمذی کتاب : الزھد، باب : ما جاء في الصبر علی البلاء، ج ۴ ،ص ۶۰۱، الرقم : ۲۳۹۶

[43] ۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسی، ، جامع ترمذی کتاب : الزھد، باب : ما جاء في الصبر علی البلاء، ج۴، ص۶۰۲، رقم الحدیث ۲۳۹۹

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

توکل علی اللہ صادقین کی عبادت اور مخلصین کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو توکل علی اللہ کا حکم دیتا ہے "توکل علی اللہ" اہل ایمان کی وصفت ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ انسانیت کی قیادت کرتے ہیں۔ مومن کا ایمانی تقاضا ہے کہ وہ صرف اللہ پر ہی توکل کرے۔ توکل کی فضیلت میں بہت سی احادیث مبارکہ ہیں ذیل میں چند احادیث مبارکہ پیش ہیں۔

اللہ پر بھروسہ کرنے سے رزق کا ملنا:

لو انكم تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير، تغدو خماصا، وتروح بطانا[44]

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح روزی دے گا جیسے وہ پرندوں کو روزی عطا کرتا ہے، جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر لوٹتے ہیں"۔

اسی طرح ایک اور روایت میں یہ الفاظ اس انداز سے وارد ہیں:

كان اخوان على عهد النبي ﷺ، فكان احدهما ياتي النبي ﷺ، والآخر يحترف، فشكا المحترف اخاه إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: لعلك ترزق به[45]

"انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں دو بھائی تھے، ان میں ایک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں رہتا تھا اور دوسرا محنت و مزدوری کرتا تھا، محنت و مزدوری کرنے والے نے ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سے اپنے بھائی کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: "شاید تجھے اسی کی وجہ سے روزی ملتی ہو"

متوکلین بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے:

حدیث مبارکہ میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

قال يدخل الجنة من أمتي سبعون ألفا بغير حساب، هم الذين لا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون[46]

"جو اللہ پر بھروسہ کرنے والے ہیں وہ اس کامل یقین کے مراتب کو پہنچ گئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائے گا"۔

علاج کروانا توکل کے خلاف نہیں ہے:

کسی بیماری وغیرہ کا علاج کروانا توکل کے خلاف نہیں ہے کیونکہ سبب کو چھوڑ کر محض توکل کرنا شرعاً بھی ممنوع ہے۔ جب کسی کو کوئی تکلیف ہو تو دوا سے بھی علاج کرائے اور اللہ کی ذات کو شافی مانتے ہوئے بھروسہ اسی پر کرے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" ما انزل الله داء، إلا انزل له شفاء[47]

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اتاری جس کا علاج نہ اتارا ہو"

اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ کہ ہر بیماری کی دوا ہے پھر جب وہ دوا جسم میں پہنچتی ہے تو بیمار اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھا ہو جاتا ہے، یہ کہنا کہ دوا کی تاثیر سے صحت ہوئی شرک ہے، اور اگر یہ سمجھ کر دوا کھائے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ موثر ہوتی ہے تو شرک نہیں ہے، اسی طرح ہر چیز کے بارے میں اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اس کا نفع اور نقصان اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے، اور جو کوئی نفع و نقصان کے بارے میں یہ اعتقاد رکھ کر کہے کہ فلاں چیز سے نفع ہو یعنی اللہ کے حکم سے تو وہ شرک نہ ہو گا، اور جب اس چیز کو مستقل نفع بخش سمجھے گا تو وہ شرک ہو جائے گا۔

---

[44] ۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب توکل علی اللہ، ج۲، ص۶۰، رقم ۲۳۴۴

[45] ۔ ایضاً، جامع ترمذی، رقم ۲۳۴۵

[46] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الرقائق، باب ومن یتوکل علی اللہ، رقم ۶۱۰۷

[47] ۔ ابن ماجہ، فی سنن ابن ماجہ، باب الطب، رقم ۱۲۲۵

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 3, No. 1 (2026)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

توکل کرنے والے اللہ کو محبوب ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم اللہ پر ایسا توکّل کرو جیسے توکّل کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں ایسے رزق دے گا جیسے وہ پرندوں کو دیتا ہے؛ وہ صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں"[48]

خلاصہ کلام:

صبر اور توکل وہ صفت ہے کہ اگر کوئی انسان اس کو اپنا لے تو معاشرے کا کامیاب ترین انسان شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کے تاج سے مزین کیا ہے۔ انسان کو طرح طرح کی نعم سے بھی نوازا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ انسان کے لیے بہت سی آزمائشیں بھی بطور امتحان پیدا کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے ندے کو ہر دو طرح سے آزماتا ہے۔ نعم کی فراوانی پر بھی کہ کون شکر کرتا ہے اور تنگ دستی سے بھی کہ کون صبر کرتا ہے۔

توکل و صبر کی صفت اللہ کی برگزیدہ انبیاء کرام کی صفات میں سے ایک عظیم صفت ہے۔ سارے انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے آزمایا اور تمام انبیاء کرام صبر و توکل کی اعلیٰ مثالیں قائم کرتے رہے، یہی صفات اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی آخری امت میں بھی دیکھنا چاہتا ہے لہذا اس امت کو بھی صبر کی ترغیب دی گئی۔

[48] ۔ سنن ترمذی ۲۳۴۴